بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

آخر جس چیز کا اندیشہ تھا وہ ہو کر رہی اور "خلافت معاویہ و یزید" نامی کتاب کے جواب میں ایسی (اور ایک مستقل کتاب بھی) شائع ہونی شروع ہو گئیں جو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کے لئے حد درجہ صبر آزما اور ایذا رساں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کسی انسان کے معتقدات کو ٹھیس لگتی ہے تو طبعی طور پر اس میں اشتعال پیدا ہوتا ہے اور اس عالم میں ناگفتنی بات بھی اس کے لئے گفتنی بن جاتی ہے۔ لیکن اس خاص مسئلہ میں سوچنے کی بات یہ تھی کہ مذکورہ بالا کتاب سے سنی حضرات کے حلقہ میں بھی سخت بے چینی پیدا ہوئی اور انھوں نے صرف اس کے خلاف پبلک احتجاج پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نہایت سنجیدہ اور خالص علمی و تحقیقی تنقید کر کے اس کتاب کی بے حقیقتی کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جو تحریریں ہماری نظر سے گزری ہیں ان میں سب سے زیادہ مدلل ایک دیوبندی عالم اور دوسری ایک ندوی فاضل کی تحریریں ہیں جو علی الترتیب "صدق جدید" اور "الجمعیۃ" میں شائع ہوئی ہیں پوری کتاب پر مفصل تنقید نہ سہی لیکن تحقیقی اعتبار سے یہ کتاب کس درجہ کی ہے؟ اس کو واشگاف کرنے کے لئے یہ مضامین کافی ہیں۔ سلامت روی کا تقاضا تھا کہ اس تنقید کو کافی سمجھا جاتا اور بات کو آگے نہ بڑھنے دیا جاتا لیکن سخت افسوس ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا اور اینٹ کا جواب پتھر سے اس طرح دیا جانے لگا کہ جو لوگ اس کتاب سے حد درجہ بیزار تھے اور جنھوں نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا تھا ان کے سر بھی زخمی ہونے سے نہ بچے۔ جواب کے اس طریقہ کو کوئی ایک انصاف پسند شخص بھی پسند نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا نتیجہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ آج جو لوگ آپ کے ساتھی ہیں وہ بھی دوسری صف میں جا شریک ہوں اور اس طرح اختلاف و افتراق کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو جائے۔

جب دو آدمی یا دو گروہ ایک جگہ رہتے ہیں تو ان میں کچھ باتیں مابہ الاشتراک ہوتی ہیں اور چند چیزیں